سوال

(66) سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور حالت رکوع میں صدقہ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آیت کریمہ :

إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسولُهُ وَالَّذينَ ءامَنُوا الَّذينَ يُقيمونَ الصَّلوٰةَ وَيُؤتونَ الزَّكوٰةَ وَهُم رٰكِعونَ 55 ... سورة المائدة

"بے شک تمھارا ولی (مددگار، دوست) اللہ اور اس کا رسول ہی ہے اور (ساتھ) وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور وہ (اللہ کے حضور عاجزی سے) جھکنے والے ہیں۔" کے شان نزول میں بیشتر محدثین نے یہ حدیث مبارکہ بیان کی ہے۔

"عن عمار بن یاسر قال : "وقف بعلی سائل وھو راکع فی صلاۃ تطوع فنزع خاتمہ فاعطاہ السائل فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلمہ ذلک فنزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الآیۃ إنما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویؤتون الزکاۃ وھم راکعون فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی أصحابہ ثم قال : من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ"

"سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ آپ نماز میں حالت رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی کھینچی، پھر سائل کو عطا فرما دی۔ سیدنا علی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آپ نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا : "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ۔"

1۔ طبرانی المعجم الاوسط 7،129،130، رقم 6228۔

2۔ احمد بن حنبل، المسند 1،119،

3۔ احمد بن حنبل، المسند 4،372۔

4۔ حاکم المستدرک 3،119،371، رقم حدیث 5594،4576،

5۔ طبرانی المعجم الکبیر 4،174، رقم 4053۔

6۔ طبرانی المعجم الکبیر 5،195،203،204، رقم 5097،5069،5068۔

7۔ طبرانی المعجم الکبیر 1،65۔

8۔ ہیثمی مجمع الزوائد7،17۔

9۔ ہیثمی موارد الظمان: 544، رقم2205۔

10۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد7،377۔

11۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ3،487۔ ابن اثیر اس الغابۃ2،362۔

12۔ ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ2،174،106رقم،553،480۔

13۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال11، 332،333، رقم36511،36340۔

روایت مذکورہ و آیت کریمہ کی مکمل تخریج (درکار ہے) اور آپ شیعہ اس سے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت مراد لے کر خلافت بلا فصل علی کی ثابت کرتے ہیں۔ رسالہ الحدیث میں اس کا جواب دیجیے۔ (سید امیر شاہ بخاری صوابی)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے جن روایات کے تیرہ (13) حوالے دیے ہیں ان کی مختصر اور جامع تحقیق درج ذیل ہے۔

1۔ امام طبرانی کی کتاب المعجم الاوسط میں اس روایت کی سند درج ذیل ہے۔

"حدثنا محمد بن علي الصائغ قال حدثنا خالد بن يزيد العمري قال حدثنا إسحاق بن عبد الله بن محمد بن علي بن حسين عن الحسن بن زيد عن أبيه زيد بن الحسن عن جده قال: سمعت عمار بن ياسر يقول" (7/129۔130ح6228)

اسے ابن مردویہ نے بھی خالد بن یزید العمری کی سند سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمة اللہ علیہ نے فرمایا:

"وفي سنده.۔..خالد بن يزيد العمري وهو متروك"

اور اس (ابن مردویہ) کی سند میں خالد بن یزید العمری ہے اور وہ متروک ہے۔ (الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف لابن حجر 649/1المائدہ: 55)

اس روایت کے بنیادی راوی خالد بن یزید العمری کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمة اللہ علیہ نے فرمایا: "کذاب" وہ جھوٹا ہے۔ (کتاب الجرح والتعدیل 3/360 وسندہ صحیح)

امام ابو حاتم الرازی رحمة اللہ علیہ نے فرمایا:

"كان كذابا اتيته بمكة ولم اكتب عنه وكان ذاهب الحديث"

"وہ کذاب (جھوٹا) تھا میں اس کے پاس مکہ آیا اور اس سے (کچھ) نہیں لکھا اور وہ حدیث میں گیا گزرا تھا۔ (ایضاً ص360 رقم 1630)

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر شدید جرح کی۔ (دیکھئے کتاب المجروحین 1/284۔285 لسان المیزان 2/389 دوسرا نسخہ 2/741)

اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"وفيه خالد۔ ابن يزيد العمري وهو كذاب"

اور اس (روایت) میں خالد بن یزید العمری ہے اور وہ کذاب (جھوٹا) ہے:

(مجمع الزوائد 3/296 کتاب الحج باب التحفظ من المعصية فيها وفيما حولها)

کذاب کی روایت موضوع ہوتی ہے، لہٰذا یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ اس کا دوسرا راوی اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین نامعلوم ہے اور غالباً اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"

"رواه الطبراني في الأوسط والصغير، وفيه من لم أعرفهم"

اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس میں ایسے راوی ہیں جنھیں میں نہیں جانتا۔ (مجمع الزوائد 7/17 سورۃ المائدہ)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت اور دوسری روایات کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

"وَلَيسَ يَصِحّ شَيْء مِنْهَا بِالْكُلِّيَّةِ لِضَعْفِ أَسَانِيدهَا وَجَهَالَة رِجَالهَا"

ان (روایات) میں سے سرے سے کوئی چیز بھی صحیح نہیں ہے سندوں کے ضعف اور راویوں کے مجہول ہونے کی وجہ سے۔ (تفسیر ابن کثیر 2/567 المائدہ: 55)

روایت مذکورہ کو شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ ضعیفہ میں ذکر کیا ہے۔ (ج10 ص582 ح4921)

تنبیہ: سائل نے روایت مذکورہ کے بارے میں (غالباً شیعہ کی کتابوں سے) تیرہ حوالے لکھے ہیں لیکن ان حوالوں میں سے صرف حوالہ نمبر 1 (المعجم الاوسط للطبرانی: 6280) اور حوالہ نمبر 8 (مجمع الزوائد للہیثمی 7/17) میں روایت موجود ہے اور مذکورہ دوسرے حوالوں میں سے کسی ایک میں بھی یہ روایت اس متن سے موجود نہیں ہے۔

1۔ طبرانی اور ابن مردویہ کی روایت مذکورہ کی تائید میں سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت بیان کی گئی ہے۔ (بحوالہ علوم الحدیث للحاکم ص102 ح240، دوسرا نسخہ ص334 تاریخ دمشق لابن عساکر 42/356۔357۔45/303 دوسرا نسخہ 45/27147۔48/202)

اس روایت میں عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی العلوی جمہور محدثین کے نزدیک سخت مجروح ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"يقال له: مبارك، وهو متروك الحديث"

اسے مبارک (بھی) کہا جاتا ہے اور وہ حدیث میں متروک ہے۔ (سنن دارقطنی 2/263۔264۔ح2606)

حاکم نیشاپوری نے کہا :

"روی عن ابیہ عن آبائہ أحادیث موضوعۃ"

اس نے عن ابیہ عن آباہ کی سند سے موضوع حدیثیں بیان کیں ۔ (المدخل الی الصحیح ص170، رقم 127)

ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "

"روی عن آبائہ أحادیث مناکیر، لایکتب حدیثہ، لاشیء"

"اس نے اپنے باپ سے آباء واجداد کی سند کے ساتھ منکر حدیثیں بیان کیں، اس کی حدیث لکھی نہیں جاتی (یا لکھی نہ جائے) وہ کوئی چیز نہیں ہے ۔ (کتاب الضعفاء ص122، رقم 175)

عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی نے روایت مذکورہ اپنے آباء واجداد کی سند سے بیان کی ہے ۔ مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت موضوع ہے ۔

ایک روایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے لیکن اس کی سند میں محمد بن مروان السدی کذاب راوی ہے ۔ (دیکھئے الحدیث حضرو : 24 ص50۔52)

بعض آثار پر بحث تیرھویں روایت کے آخر میں آئے گی ۔ ان شاء اللہ ۔

2۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی زوائد المسند والی روایت (ح961) کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے :

1۔ یزید بن ابی زیاد جمہور (محدثین) کے نزدیک ضعیف ہے : (دیکھئے زوائد ابن ماجہ للبوصیری : 2116 ھدی الساری لابن حجر ص459)

2۔ یونس بن ارقم پر جمہور نے جرح کی ہے ۔

ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "وھولین" اور وہ کمزور ہے ۔ (مجمع الزوائد 7/239)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیوان الضعفاء میں ذکر کیا ۔ (نیز دیکھئے لسان المیزان 6/331 دوسرا نسخہ 7/553)

3۔ مسند احمد (ح19325) والی روایت میں میمون ابو عبداللہ ضعیف ہے ۔ (دیکھئے تقریب التہذیب : 7051)

ابو عبید نا معلوم راوی ہے ۔ (دیکھئے تعجیل المنفعۃ لابن حجر ص570 ت1337)

مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے ۔ خلاصہ یہ کہ یہ سند بھی ضعیف ہے :

4۔ مستدرک کی پہلی روایت (4576) میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں ۔

(دیکھئے طبقات المدلسین : 69 طبقہ ثالثہ) اور سند عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے :

دوسری روایت (ح5594) میں الحسن بن الحسین العرنی سخت مجروح ہے۔

ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"لم یکن بصدوق عندہم"

وہ ان (محدثین) کے نزدیک سچا نہیں تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل 3/6)

امام ابن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "روی احادیث مناکیر"

اس نے منکر حدیثیں بیان کیں۔ (الکامل 2/743) دوسرا نسخہ 3/181)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الحسن ہو العرنی لیس بثقۃ"

حسن العرنی ثقہ نہیں ہے۔ (تلخیص المستدرک: 5594)

5۔ المعجم الکبیر للطبرانی (ح4053) کی روایت میں امام شریک بن عبد اللہ القاضی رحمۃ اللہ علیہ مدلس تھے۔ (دیکھئے نصب الرایہ 3/234 المحلی لا بن حزم، 8/263 (10/333

اور یہ روایت عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے۔

دوسرا یہ کہ اس میں شریک القاضی کے اختلاط کی علت بھی موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

6۔ المعجم الکبیر للطبرانی (5068) والی روایت میں یونس بن راقم ضعیف اور سلیمان بن مہران الاعمش مدلس ہیں اور سند عن سے ہے لہذا ضعیف ہے۔ باقی سند میں بھی نظر ہے۔

دوسری روایت (ح5069) میں عطیہ بن سعد العوفی جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے نیز وہ مدلس بھی تھا۔ (کمافی طبقات المدلسین: 122 طبقہ رابعہ)

اور سند عن سے ہے۔

تیسری روایت میں ابوہارون العبدی: عمارہ بن جوین متروک راوی ہے اور بعض نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ الخ (دیکھئے تقریب التہذیب: 4840)

ابوہارون کا استاد: رجل مجہول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ سند موضوع ہے۔

7۔ المعجم الصغیر للطبرانی (1/64۔65ح165) والی روایت میں اسماعیل بن عمرو بن نجیح الجبلی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ (دیکھئے مجمع الزوائد 10/248)

8۔ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی مجمع الزوائد (7/17) کا حوالہ روایت نمبر 1 کے تحت گزر چکا ہے۔

9۔ موارد الظمآن (ح2205) یعنی صحیح ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (الاحسان: 6892) دوسرا نسخہ: 6931) والی روایت کی سند حسن لذاتہ (یعنی صحیح) ہے۔ اس روایت میں غدیر خم کا بھی ذکر ہے اور لکھا ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قال : من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ"

"جس کا میں مولیٰ ہوں تو یہ (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے مولیٰ ہیں اے اللہ! جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔

سنن ترمذی (3713 وسندہ صحیح) میں اس روایت کا ایک صحیح مختصر شاہد بھی ہے جس کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہذا حدیث حسن غریب" مولیٰ کے لفظ پر بحث آخر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

10۔ خطیب بغدادی (7/377) کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: 4734)

اور باقی سند بھی ضعیف و مردود ہے:

11۔ اسد الغابہ (ہمارے نسخے 3/307 طبع مکتبہ المعارف بالریاض) والی روایت میں اصبغ بن نباتہ متروک ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: 537)

اور باقی سند بھی مردود ہے:

دوسری روایت (ہمارے نسخہ 2/233) میں عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ الثقفی ضعیف ہے۔ (کمافی تقریب التہذیب: 4933)

اور باقی سند بھی مردود بلکہ ابن عقدہ کی وجہ سے موضوع ہے۔

12۔ المختار للضیاء المقدسی (2/105 ح480) میں شریک القاضی مدلس ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے لیکن سابق شاہد (فقرہ: 9) کی وجہ سے حسن لغیرہ ہے۔

دوسری روایت (ح553) کی سند حسن لذاتہ ہے جیسا کہ فقرہ نمبر 9 کے تحت گزر چکا ہے۔

13۔ کنز العمال (ح31662) والی روایت بحوالہ ابن عساکر ہے۔

تاریخ دمشق لابن عساکر (25/108) دوسرا نسخہ (27/76) میں روایت:

"حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ إِيَاسٍ الضَّبِّيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ"

"کی سند سے مروی ہے۔ الحسن بن الحسین العرنی سچا نہیں تھا۔ دیکھئے فقرہ: 4) اور باقی سند بھی ثابت نہیں ہے۔

دوسری روایت (ح36340) بحوالہ ابن جریر ہے۔

ہمیں اس کی سند نہیں ملی اور مشکل الآثار للطحاوی (5/18 ح1765) میں اس مفہوم کی روایت حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل کی سند سے مروی ہے۔

حبیب مدلس تھے۔ (دیکھئے فقرہ: 4)

اور روایت عن سے ہے لہذا طحاوی والی سند ضعیف ہے۔

تیسری روایت (36511) کو بحوالہ ابن راہویہ اور ابن جریر نقل کیا گیا ہے۔

روایت کی سند نہیں ملی لہٰذا یہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

اب بعض زیادات و فوائد پیش خدمت ہیں۔

1۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب موضوع روایت (دیکھئے فقرہ نمبر 1) ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"ورواہ الثعلبی من حدیث أبی ذر مطولا وإسنادہ ساقط"

اور اسے ثعلبی نے ابو ذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث سے مطولاً روایت کیا اور اس کی سند گری پڑی (یعنی مردود و موضوع) ہے۔ (الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف 1/649)

2۔ سلمہ بن کہیل (تابعی) سے ایک روایت میں آیا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی صدقہ کردی تو یہ آیت (سورۃ المائدہ: 55) نازل ہوئی (تفسیر ابن ابی حاتم 4/1162، تاریخ دمشق 44/357 دوسرا نسخہ 45/272 البدایہ والنہایہ نسخہ محققہ 7/590، 591)

اس روایت کی سند سلمہ بن کہیل تک صحیح ہے لیکن یہ مرسل و منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وہذا لایصح بوجہ من الوجوہ لضعف اسانیدہ"

"اور یہ بھی کسی سند سے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سندیں ضعیف ہیں۔ (البدایہ والنہایہ 7/591)

3۔ عتبہ بن ابی حکیم (تبع تابعی) سے روایت ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے (تفسیر ابن جریر طبری نسخہ محققہ 4/594ح 12227)

اس میں ایوب بن سوید جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے لہٰذا سند ضعیف ہے۔

4۔ مجاہد (تابعی و مفسر قرآن) سے روایت ہے کہ یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی انھوں نے حالت رکوع میں صدقہ کیا تھا۔ (تفسیر ابن جریر 4/594ح 12228)

اس کے راوی عبدالعزیز بن ابان بن محمد بن عبداللہ الکوفی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کذاب خبیث یضع الحدیث"

کذاب خبیث ہے وہ حدیثیں گھڑتا ہے۔ (سوالات ابن الجنید: 82)

5۔ اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی (سدکبیر، تابعی) سے روایت ہے کہ یہ سارے مومنین ہیں لیکن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ایک سائل گزرا اور آپ مسجد میں حالت رکوع میں تھے پس آپ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی۔ (تفسیر ابن جریر 4/594ح 12224)

اس روایت کی سند سدی کبیر تک حسن ہے لیکن یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ سدی نے فرمایا: اس سے مراد مومنین ہیں اور علی ان میں سے ہیں (تفسیر ابن ابی حاتم 4/1162ح 6548)

اس کی سند سدی تک صحیح ہے اور بے شک سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین میں ہیں۔

6۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر ابن کثیر 2/566)

اس روایت میں عبدالوہاب بن مجاہد سخت مجروح ہے لہٰذا یہ سند مردود ہے۔

اس مفہوم کی ایک دوسری روایت بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے (ابن کثیر 2/567)

اس کی سند منقطع ہے اور سفیان ثوری مدلس ہیں ان سے پہلے صاحب کتاب تک سند بھی نامعلوم ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

سائل کی مسئولہ روایت موضوع ہے اور اس مفہوم کی تمام روایات ضعیف یا باطل و مردود ہیں۔

امام ابو جعفر الباقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور علی ان لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے۔ (تفسیر ابن جریر 4/594۔ 12225)

امام ابو جعفر تک سند صحیح ہے (صححہ والالبانی فی الضعیفہ 10/582) اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ میں تمام صحابہ اور مومنین مراد ہیں۔

حدیث: "من كنت مولاه فعلي مولاه"

"جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں" بالکل صحیح اور متواتر ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام عرف فتاوی علمیہ ج2 ص267)

مولیٰ کے کئی معنی ہیں مثلاً (1) پروردگار (2) مالک آقا (3) مخلص دوست ساتھی رفیق (4) ولی (5) غلام اور آزاد کردہ غلام وغیرہ۔

یہاں مولیٰ سے مراد ولی محبوب اور مخلص ہے یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ولی اور محبوب سمجھتا ہے وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنا ولی اور محبوب سمجھتا ہے۔

حنفیوں کے ایک امام طحاوی نے فرمایا:

"المولیٰ ہاہنا ہو الولی "

یہاں مولیٰ سے مراد ولی ہے۔ (مشکل الآثار طبعہ جدید 5/25ح1770)

قاضی عیاض المالکی نے کہا: "مولاه اي وليه" یعنی اس سے ولی مراد ہے۔ (مشارق الانوار 2/490)

ولی بھی مخلص دوست اور محبوب کو کہتے ہیں۔ (دیکھئے القاموس الوحید ص1901)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا"

"تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔" (صحیح بخاری 2699)

جس طرح سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ ہیں اسی طرح سیدنا علی بھی مولیٰ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں مولیٰ سے پروردگار، مشکل کشا، حاجت روا، یا وصی و خلیفہ مراد لینا بے دلیل اور باطل ہے۔ اگر مولیٰ سے یہاں خلیفہ یا وصی مراد ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے صراحتاً استدلال کرتے مگر ان سے ایسا کوئی استدلال ثابت نہیں لہٰذا شیعہ کا استدلال باطل ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی، بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ محمد بن الحنیفہ یعنی محمد بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون بہتر ہے؟ انھوں نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیٹے نے پوچھا: ان کے بعد کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہتر ہیں۔ (باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضل ابی بکر ح 3671) (27/نومبر 2010ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد 3۔ اصول، تخریج الروایات اور ان کا حکم- صفحہ 226

محدث فتویٰ